۱۹ دی کے قیامِ قم کی مناسبت سے قم کے مختلف عوامی طبقات کے ساتھ ملاقات - 9 /Jan/ 2022

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے آج صبح (اتوار) کو قم کے عوام کے مختلف طبقات کے ساتھ ایک ویڈیو ملاقات میں قم میں 9 جنوری 1978 کے تاریخی قیام کو "مذہبی اعتقاد کی گہرائی" اور "عقلیت کے ساتھ مذہبی غیرت" قرار دیا۔ انہوں نے ایرانی قوم کے عقائد پر مبنی نظام سے امریکہ کی گہری نفرت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: "ہمیں موجودہ ذمہ داریوں کو سمجھ کر، امید اور اتحاد اور طاقت کے ساتھ مستقبل کے روشن افق کی جانب بڑھنا چاہیے۔ اس راستے میں عہدیداروں کو بھی عوامی پہلوؤں کی تقویت اور تکمیل کے ذریعے مسائل کے حل کیلئے اپنی کوششوں کو وسعت دیں۔

رہبر معظم انقلاب نے قم میں 9 جنوری 1978 کے واقعے کو مختلف شہروں میں تحریکوں کے سلسلہ کو جنم دینے والا اور آخر کار انقلاب کی فتح کا آغاز قرار دیا اور فرمایا: آئندہ نسلوں کے لیے محکم درس اور عظیم پیغامات رکھنے والے ایسے واقعات کو فراموشی کے سپرد نہیں کرنا چاہیے۔

انہوں نے مزید کہا: 9 جنوری 1978 کا واقعہ اور اس کے سماجی و سیاسی اثرات نے لوگوں کے دینی اعتقادات کی گہرائی کو ظاہر کیا کیونکہ اگر امام خمینی رح ایک مرجع تقلید اور عالم دین کی حیثیت سے اس کے مرکز میں نہ ہوتے تو کوئی دوسرا شخص اور دوسری تحریک قوم ایک شہر سے دوسرے شہر قیام کیلئے باہر نہیں نکال سکتی تھی۔

آیت اللہ خامنہ ای نے ایران میں گزشتہ 150 سالوں کے بیشتر تاریخی اور سماجی واقعات بشمول تمباکو کا مسئلہ، مشروط تحریک، مسجد گوہرشاد کا واقعہ، 20 جولائی کی بغاوت اور 6 جون کے واقعات میں بہادر اور سیاست شناس علماء کی مرکزیت کا ذکر کیا اور کہا: بااثر عناصر کچھ لوگوں کو حرکت میں لاسکتے ہیں لیکن استعمار اور استکبار کے خلاف قوم کے عظیم سمندر میں موجیں ایجاد کرنا اور اس کے وہ اثرات صرف ایک عالم دین اور مرجع تقلید کا ہنر ہے اور اسی میں مذہب، مذہبی علماء، سیاسی علماء، سیاسی فقہ اور سیاسی اسلام سے مستکبروں کی گہری دشمنی کا راز پوشیدہ ہے۔

انہوں نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو "امریکہ مردہ باد" کے نعرے کو اسلامی جمہوریہ سے دائمی استکباری دشمنی کا سبب سمجھتے ہیں، مزید کہا: "امریکہ اسلامی نظام کا سخت ترین دشمن ہے کیونکہ وہ اس نظام کو دین کی اساس سے وجود میں آنے والا اور قوم کے مذہبی عقائد کا مظہر سمجھتا ہے۔"

آیت اللہ خامنہ ای نے دینی غیرت کا 9 جنوری 1978 کے قیام کے ایک اور عنصر کے طور پر ذکر کیا اور فرمایا: "کچھ لوگ دینی غیرت کو 'غیر معقول اور متشدد' قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی غیرت عقلیت کے ساتھ ہوتی ہے اور بصیرت سے ماخوذ ہوتی ہے۔" اور بصیرت عقلیت کی ایک شاخ اور مظہر ہے، جب کہ عملی طور پر بھی اکثر معاملات میں دینی غیرت عقلیت کے ساتھ رہا ہے۔

انہوں نے امام خمینی (رح) کو عقلیت اور حکمت کے ساتھ دینی غیرت و جذبے کا مکمل مظہر قرار دیا اور مزید کہا: امام خمینی رح کے لائق شاگرد علامہ مصباح یزدی بھی دینی جوش و جذبے اور ایک فلسفی کی حیثیت سے

عقلیت دونوں میں عروج پر تھے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے طاغوتی حکومت کی طرف سے ایک اخبار میں امام خمینی رح کے بارے میں توہین آمیز مضمون شائع کرنے کے فیصلے کو حساب و کتاب شدہ اور سازش پر مبنی عمل قرار دیا اور فرمایا: عوام میں امام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو محسوس کرتے ہوئے طاغوت نے ان کے امید افزا اور موثر مقام کو گھٹانا اور تحریک کے مرکز کو تباہ کرنا چاہا اور اگر 9 جنوری 1978 کو قم کے لوگوں کا مضبوط مکہ طاغوت کے سینے پر پیوست نہ ہوتا تو وہ اس عمل کو مختلف شکلوں میں جاری رکھتا۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے 31 جنوری 1978 کو تہران میں واشنگٹن کے لیے طاغوت کی حمایت اور اس وقت کے امریکی صدر کارٹر کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے مزید فرمایا: کارٹر نے امریکہ کی جانب سے غلط محاسبات کی بنا پر، جو کہ ابھی بھی جاری ہیں، پہلوی ایران کو "استحکام کا جزیرہ" قرار دیا، لیکن قم کے عوام کے قیام اور اس کے نتیجے میں ہونے والی قیاموں نے امریکہ اور حکومت کے حساب کتاب کو اس طرح الٹ پلٹ کردیا کہ کارٹر کو 1978 میں جنرل ہہنر ہائیسر ککو مجبورا ایران بھیجنا پڑا تاکہ ایرانی قوم کی اسلامی تحریک کو قتل و غارت گری، بغاوت یا کسی اور طریقے سے دبایا جا سکے جو منصوبہ خدا کے فضل سے ناکام ہوا۔

آیت اللہ خامنہ ای نے سردار سلیمانی کی شہادت کو امریکیوں کے غلط محاسبات کے تسلسل کی ایک اور مثال قرار دیا اور مزید کہا: "دہشت گرد حاج قاسم کو اس عظیم تحریک کے نمائندہ کے طور پر شناخت کرتے ہوئے انہیں ختم کرنا چاہتے، لیکن سردار کی شہادت کی دوسری برسی کے موقع پر ایرانی عوام اور دوسرے ممالک کے عوام کی عوامی عقیدت و محبت کے اظہار اور خدا کی قدرت سے پیدا ہونے والی اس عظیم تحریک نے یہ ظاہر کر دیا کہ امریکی حساب کتاب کا نظام واقعی میں بہت ناقص ہے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے انقلاب کی شاندار کامیابی اور مذہبی جمہوریت کے قیام کو 43 سال گزر جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ زندہ قوم کا فرض ہے کہ وہ ماضی سے سبق سیکھے، اپنے موجودہ فرائض کو پہچانے اور ایک مضبوط وژن کا تعین کرتے ہوئے اس کے حصول کیلئے پختہ قدم اٹھائے۔ انہوں نے مزید کہا: "یہ فرض شناسی اور دور اندیشی حتمی کامیابی اور فتح کا باعث بنے گی، یعنی ایرانی قوم کی حیات طیبہ جو دین، دنیا اور روحانی و جسمانی فلاح و بہبود کا باعث بنے گیـ"

انہوں نے ملک بھر میں باایمان جوانوں اور حزب اللہی فکر و عمل کے پھیلاؤ پر اطمینان و خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "بعض تبصرے اور رپورٹیں قوم کی حقیقت کو بیان نہیں کرتی ہیں اور بعض حساس مسائل میں عوام کے باطن اور احساسات کو سمجھنا چاہیے جیسا کہ شہید سلیمانی کا تاریخی جنازہ۔"

آیت اللہ خامنہ ای نے انقلاب اسلامی کی سربلندی اور پیشرفت کو برقرار رکھنے کے لیے عوام اور حکام کو چند اہم نضیحتیں بیان فرمائیں۔

انہوں نے "دینی غیرت" کو مختلف حساس مواقع پر ملک کی نجات اور خطرات کو مواقع میں تبدیل کرنے کا عنصر قرار دیتے ہوئے مزید کہا: "مذہبی جوش وجزبہ کو برقرار رکھیں کیونکہ یہ عوام کا مذہبی جوش تھا جنہوں نے

ملک کا دفاع کیا - یعنی بین الاقوامی جنگ جسے اقوام متحدہ ریاستیں، سوویت یونین، نیٹو۔ نے انقلاب کو گھٹنے ٹکانے کے لیے شروع کیا تھا - اور مقدس دفاع میں جیت سے ہمکنار کیا۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے شہید سلیمانی کے تاریخی جنازے کو عوام کے موقع شناس دینی غیرت کے ابھرنے کی ایک اور مثال قرار دیا اور فرمایا: اس جنازے میں ایرانی قوم نے ایک بار پھر اپنے مذہبی اور انقلابی اتحاد اور تشخص کو آشکار کیا اور اگر وہ مقدس جنازہ شام، لبنان اور پاکستان بھی لے جایا جاتا، تو ایران اور عراق کی طرح ان مسلم ممالک میں بھی اس جنازے کا بھرپور استقبال دیکھنے میں ملتا۔

انہوں نے 29 دسمبر 2009 کو لوگوں کے مذہبی جوش و جذبے کے مظہر کی ایک اور مثال قرار دیا اور کہا: اس واقعے میں بھی لوگوں کے مذہبی جوش نے خطرات کے اثرات کو ختم کر کے مواقع میں تبدیل کر دیا، چنانچہ مقررین، مصنفین اور بااثر لوگ کوشش کریں کہ عوام کا مذہبی جوش و دینی غیرت برقرار رہے۔

آیت اللہ خامنہ ای نے "سائبر اسپیس اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں وسیع پروپیگنڈے کے ذریعے انقلاب کے اصولوں اور بنیادوں کے حوالے سے حساسیت ختم کرنے اور پست اور پر دعوی لوگوں کی باتوں کو اجاگر کرنے" کو دشمنوں کی دوسرے سازشوں میں سے قرار دیا اور فرمایا: ابواب اصول جیسے "دینی اصول کی بنیاد پر حکومت اور معاشرے کی تشکیل" اور "بدعنوانی اور ناانصافی سے مقابلہ" کمزور نہیں ہونے چاہئیں.

اس سلسلے میں انہوں نے مزید کہا: "مغرور اور جابر دشمن کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنا" بھی انقلاب کے اصولوں میں سے ہے اور کسی خاص وقت میں دشمن کے ساتھ گفت و شنید، بات چیت اور لین دین کا مطلب اس کے سامنے ہتھیار ڈال دینا نہیں ہے، جیسا کہ اب تک ہتھیار نہیں ڈالے ہیں اور آگے بھی نہیں ڈالیں گے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے انقلاب کے اصولوں کی نسبت حساسیت ختم کرنے کو قوم کے خلاف وسیع اور متنوع نرم جنگ کا حصہ قرار دیا اور دانشوروں، ادیبوں اور سماجی اور مجازی سرگرمیوں کے ماہرین کو اس سازش کے مقابلے کی دعوت دی اور فرمایا: یہ یہ خیال کہ انقلاب کے اصول عوام اور مستقبل کے لیے فائدہ مند نہیں ہیں، غلط اور خالصتاً ناانصافی ہے۔

اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ انقلاب کے اصولوں کی پاسداری ملک کی ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہے، انہوں نے کہا: "ان 43 سالوں کے دوران، ہم نے جہاں بھی ترقی کی اور آگے بڑھے، وہ مومنین اور انقلابیوں کے جذبے اور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ جبکہ، جہاں کام رکا ہے وہاں موقع پرستی، بدعنوانی، اشرافیہ اور غیر انقلابی نظریات ملوث ہیں۔

ایک اور تبصرہ میں آیت اللہ خامنہ ای نے سب کو "قومی اتحاد اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے" کی تاکید کی اور فرمایا: بے شک انقلاب کی مخالفت کرنے والوں کے لیے انقلاب کے پاس مقابلہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، لیکن "رائے اور سلیقے کا اختلاف" ایک دوسرے کا ساتھ محاذ آرائی، امید کی کمی اور عمومی ہم آہنگی کے بگاڑ کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

"تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی میں انقلاب کے بعض دشمنوں کی مہارت اور مذہبی اختلافات پیدا کرنے

اور شیعوں اور سنیوں کو لڑانے کی ان کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے، انہوں نے مزید کہا: "ان مسائل کو ملک میں پیش آنے اور شدت پکڑنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے، جیسا کہ صدیوں سے شیعہ اور سنی ملک میں بغیر تنازعہ اور اختلاف کے شانہ بشانہ رہتے رہے ہیں، اس لیے اختلافات کے لیے کوئی بہانہ نہیں ایجاد ہونا چاہیے، جو خوش قسمتی سے نہیں وجود میں نہیں آیا ہے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے مزید فرمایا: "اب اگر کسی نے غلط بات کہہ دی ہے اور کوئی اپنی ذمہ داری محسوس کر رہا ہے، تو ان مسائل کو جاری نہیں رکھنا چاہیے اور سب کو عمومی ہم آہنگی برقرار رکھنی چاہیے۔"

انہوں نے اسلامی جمہوریہ ایران کو اسلام اور امت اسلامیہ کی حکمرانی کا مظہر قرار دیا اور مختلف ممالک میں اسلامی جمہوریہ کے حوالے سے اہل سنت کے جزبات کا اظہار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: اسلامی ممالک میں شہید سلیمانی کو خراج عقیدت پیش کرنے والی عظیم تقریبات مشرقی ایشیا سے مغربی افریقہ تک اس دلچسپی، جزبات اور امت اسلامیہ کی جانب سے اسلامی جمہوریہ کی حمایت کی ایک مثال ہے ۔

آیت اللہ خامنہ ای نے اپنی اگلی تاکید میں مستقبل کے لیے امید کو بڑھانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا: با امید نوجوان بہتر طریقے سے کام کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں، یقیناً امید کو مضبوط کرنا صرف بات کرنے سے نہیں ہے، بلکہ حکام کو اپنی کوشش اور محنت سے نوجوانوں کے دلوں کو امید سے بھرنا چاہیے جو الحمدللہ وہ آج کر رہے ہیں۔

انہوں نے مختلف شعبوں میں اسلامی جمہوریہ کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا: "معاشی اور اقتصادی مسائل بالخصوص غریب طبقے کے مسائل، بینکنگ اور ٹیکس کے مسائل جیسے مسائل کے باوجود، اسلامی جمہوریہ نے مختلف شعبوں میں اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں جو کہ عوام اور ان لوگوں کے لیے بیان ہونا ضروری ہیں جو صرف مسائل کا اظہار کرتے ہیں وہ ان کامیابیوں سے بے خبر ہیں۔

آیت اللہ خامنہ ای نے حکومت کے مقبول اور عوامی رجحان کی تعریف کرتے ہوئے اس تحریک کی مضبوطی اور تکمیل پر زور دیا اور مزید فرمایا: وعدوں پر عمل اپنے معینہ وقت پر عمل ہونا چاہیے اور اگر کسی وجہ سے وعدوں کی تکمیل ممکن نہ ہو تو اسے لوگوں کیلئے کھلے دل سے بیان کریں۔"

انہوں نے ماہرین، محققین اور عوام کی تجویز کردہ آراء اور طریقوں سے استفادہ کرنے کے لیے ایک طریقہ کار پر زور دیا اور اس بات کا جائزہ لینے کے لیے، کہ حکومتی کاموں میں عوامی شمولیت سے کس طرح استفادہ کیا جائے، تاکید کی، اور سرکاری اہلکاروں کو مشورہ دیا کہ وہ بدعنوانی اور لالچ جیسے مسائل کی نگرانی کے لیے عوامی صلاحیتوں کو استعمال کریں۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے اپنی تقریر کے آخر میں تاکید کی: حکام کو چاہیے کہ وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ عوام کے لیے کام کریں اور موجودہ ٹھوس اقدامات اور کوششوں کو خالص نیت کے ساتھ وسعت دیں تاکہ خدا ان کوششوں میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا کرے۔